پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

سوچیے مگر ''حدود'' کے اندر

حدود آرڈی نینس کے خلاف خوب دھول اڑانے کے بعد' جس میں ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل اور اخبار نے فنکارانہ چابک دستی سے لوگوں کو سوچنے کی دعوت دی اور مخصوص زاویئے سے تیار کردہ اپنے سوالات کی پچ پر علماء کرام کو بولڈ کرنے کی کوشش کی۔ اب حکومت پاکستان نے اس معاملے کو (اپنی دانست میں) ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کیا ہے اور حدود آرڈی نینس میں مجوزہ ترامیم کا بل قومی اسمبلی میں پیش کر کے اسے منظور کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ساری سرگرمی میں بعض باتیں واقعی بہت سوچنے کی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کوئی ایشو نہیں تھا' نہ اب ہے۔ اگر ملک میں امن و امان کی حالت دگرگوں ہے یا خواتین کو مسائل درپیش ہیں تو اس کے متعدد اسباب ہیں۔ مثلاً پولیس کا رویہ، غیر مؤثر نظام انصاف، انتہائی غربت، مجرموں کو بروقت سزا نہ ملنا، کمزور معاشرتی ڈھانچہ......وغیرہ۔ اگر اس میں ناقص قانونی ڈھانچے کا بھی کوئی کردار ہے تو پھر بھی اس میں سے حدود قوانین کو چھانٹ کر الگ کرنے اور نشانہ بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ چلئے بفرض محال اگر حدود قوانین میں کوئی خامی تھی تو پھر بھی اسے اتنا بڑا ایشو بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ حکومت اگر چاہتی تو پہلے سنجیدہ اور معتدل علماء کرام کو اکٹھا کرتی اور انہیں اعتماد میں لیتی پھر پرسکون ماحول میں مخالف سیاسی علماء سے بھی بات منوالینا اس کے لیے مشکل نہ ہوتا۔ سارے علماء کرام اس بات کو سمجھتے ہیں کہ حدود اللہ کے نفاذ کے لیے جو قانونی ڈھانچہ بنایا گیا ہے' وہ انسانی کاوش ہے اور اس میں تجربے اور مشکلات کی بنا پر کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کو ایشو بنایا اور میڈیا میں اس کے خلاف مہم چلوائی۔

اس کی وجہ بظاہر یہ سمجھ آتی ہے کہ اصل مسئلہ خواتین کے حقوق کا یا امن و امان کا نہیں بلکہ کچھ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ مغرب نہیں چاہتا کہ کسی مسلم معاشرے میں اسلامی قوانین نافذ ہوں' خصوصاً وہ قوانین جو مغربی طرز زندگی سے متصادم ہیں۔ یہ ایک کھلا راز ہے کہ مغرب پہلے دن سے پاکستان میں نفاذِ شریعت اور قوانین اسلام کے نفاذ کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ ان میں سے سرفہرست یہ ہے کہ وہ مسلم ممالک پر ایسے حکمران مسلط کرتا ہے جو اس کی حمایت سے برسر اقتدار آتے ہیں اور اس کی سیاسی، مالی، تعلیمی، تہذیبی حمایت سے اس کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کا کام کرتے ہیں۔ ان میں این جی اوز سے لے کر میڈیا اور مولوی نما سکالرز وغیرہ سب شامل ہیں۔

چنانچہ پہلے مغربی شاطروں نے اپنے حمایت یافتہ میڈیا اور مسلم سکالرز میں سے اپنے آدمیوں کے ذریعے

حدود آرڈی نینس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلوائی۔ اس قانون میں موجود اور غیر موجود خامیوں کو نمایاں کیا' اسے خلافِ عقل قرار دیا' اسے ظالمانہ ثابت کیا اور پھر ایک مخصوص فضا قائم کرنے کے بعد حکومت پاکستان کو اشارہ کیا کہ حدود قوانین ختم کر دیئے جائیں یا مزید غیر مؤثر بنا دیئے جائیں۔ سوال یہ ہے کہ جو ٹی وی چینل ایک ایک سیکنڈ کی قیمت وصول کرتے ہیں' وہ گھنٹوں حدود آرڈی نینس کے خلاف وقف رہے اور جو اخبار اپنا ایک ایک انچ فروخت کرتے ہیں' وہ صفحات کے صفحات اس کے لیے مختص کرتے رہے اور بعض دینی سکالرز اور ان کے ادارے ہمہ وقت اس وقت سارے تماشے کو منظم کرنے میں لگے رہے۔ آخر کیوں؟ اور لوگ یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ ان اداروں نے اپنا وقت اور محنت کی قیمت کس سے وصول کی اور کتنی وصول کی۔

اس میں ایک بات علماء کرام کے سوچنے کی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے معاملات میں ان کا ردّعمل کیا ہونا چاہیے؟ ہماری رائے میں یہ علماء کرام کی سادہ لوحی ہے کہ وہ ان شاطر ٹی وی والوں کی بنائی ہوئی پچ پر کھیلتے رہے اور ان کے شاطرانہ چابک دستی سے تراشے گئے سوالات کے دائرے میں گھومتے رہے۔ ایسے کسی پروگرام میں شرکت کے لیے ان کی پہلی شرط یہ ہونی چاہیے کہ انہیں اس موضوع پر آزادانہ اظہار رائے کا موقع دیا جائے تا کہ وہ مذکورہ مسئلے پر اپنے زاویہ نگاہ سے روشنی ڈال سکیں نہ کہ ٹی وی والوں کے عیارانہ سوالات کے چکر میں پھنسے رہیں۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ حدود قوانین کے حوالے سے ٹی وی والوں نے جو سوالات ابھارے' وہ جعلی اور غلط مبحث پیدا کرنے کے لیے گھڑے گئے تھے تا کہ حدود اللہ کی ہوا خیزی ہو اور علماء کی بھداڑے ورنہ اس حوالے سے جو حقیقی سوالات ہمارے سامنے آتے ہیں اور جو اس کے متقاضی ہیں کہ ہم ان پر سوچیں اور غور کریں' وہ یہ ہیں:

(۱) پاکستان میں حدود قوانین پر آج تک عمل کیوں نہیں ہوا؟ یہ قوانین ۱۹۷۹ء میں پاس ہوئے تھے لیکن آج تک کسی چور کا ہاتھ نہیں کٹا' کسی ڈاکو کا پاؤں نہیں کٹا اور کسی زانی کو رجم نہیں کیا گیا! آخر کیوں؟ سعودی عرب دنیا کا واحد ملک ہے جہاں حدود قوانین پر سنجیدگی سے عمل ہوتا ہے اور وہاں جرائم کی شرح ساری دنیا سے کم ہے۔ ہمارے ہاں بھی اگر ان پر عمل ہوتا تو جرائم کم ہو جاتے لیکن ہمارے ہاں ان پر عمل ہی نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں ماحول ٹھیک نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ماحول ٹھیک کرنا کس کا کام ہے؟ کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں؟

(۲) کیا ایک مسلم معاشرے میں فحاشی اور عریانی پھیلانا جرم ہے یا نہیں؟ کیا پاکستان میں عریانی اور فحاشی پھیلانے کے خلاف قوانین موجود ہیں یا نہیں؟ پاکستان میں فحاشی اور عریانی کو رواج دینے میں ٹی وی اور اخبارات کا کردار (خصوصاً اس ٹی وی اور اس اخبار کا جس نے حدود کے خلاف مہم چلائی) کیا رہا ہے اور کیا ہے؟ اور ان کے خلاف آج تک قانون حرکت میں کیوں نہیں آیا؟

(۳) صدرِ مملکت نے فرمایا کہ وہ حدود قوانین کو بدل کر انہیں اسلام کے عین مطابق بنانا چاہتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کس اسلام کے؟ کیا ان کا اور ان کے پسندیدہ چند نام نہاد اسلامی سکالرز کا اسلام یا ۱۵ کروڑ پاکستانیوں کا اسلام؟ صدرِ گرامی قدر تو کھلم کھلا خواتین کے پردے کی مخالفت کرتے رہتے ہیں اور چوروں اور زانیوں کے خلاف نفاذ حدود کی مزاحمت یہ کہہ کر کرتے رہے ہیں کہ میں ساری قوم کو لنجا اور لنگڑا نہیں بنا سکتا۔ سوال یہ ہے کہ ملک میں مغرب کے حمایتی ایک شخص یا چند اشخاص کے تصور اسلام پر عمل ہونا چاہیے یا پندرہ کروڑ عوام کے تصورِ اسلام پر؟

(۴) مغرب کو حق ہے کہ وہ اپنی زندگی جیسے چاہے جیئے اور اپنے لیے جو قانون چاہے بنائے لیکن اسے کیا حق ہے کہ وہ ہمارے اس حق میں مداخلت کرے کہ ہم جیسے چاہیں جیئیں اور اپنے لیے جو قانون چاہئیں بنائیں! کیا ہم مغرب کے غلام ہیں؟ آخر ہمارے حکمران اور سول سوسائٹی کے مغربی حمایت یافتہ ادارے (میڈیا، تجدد پسند اسلامی سکالرز، این جی اوز وغیرہ) کب تک مغرب کی کاسہ لیسی کرتے رہیں گے؟ اور مسلم عوام کی امنگوں کو تاراج کرتے رہیں گے؟

(۵) حکومتِ پاکستان نے آج تک ایسے اقدامات کیوں نہیں کیے جن سے امن وامان کی حالت بہتر ہو، صحیح تعلیم وتربیت سے معاشرے میں پاکیزہ اخلاقی ماحول پروان چڑھے، غربت کا خاتمہ ہو، تعلیم بڑھے اور قوم میں شائستگی آئے؟ کیا اس کے لیے ناگزیر نہیں کہ ثقافتی پالیسی میں یہود وہنود کی پیروی نہ کی جائے اور معاشیات، تعلیم، قانون اور دیگر شعبہ ہائے حیات میں مغرب کے راستے پر چلنے کی بجائے اسلام کے سنہری اصولوں اور اس کی تابندہ اقدار و روایات پر عمل کیا جائے؟

اگرچہ سوالات اور بھی ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حدود قوانین کے حوالے سے ہمیں سوچنے کی جو بار بار ترغیب دی گئی ہے تو فی الحال اگر ہم مندرجہ بالا پانچ سوالات پر ہی سوچنے اور غور کرنے کا فریضہ انجام دے لیں تو ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا اور بہت سے حقائق ہمارے سامنے آئیں گے۔ (مطبوعہ: ''نوائے وقت'' ملتان۔ ۲۳؍ اگست ۲۰۰۶ء)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501